عامر بن عبداللہ التمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ

ماخوذ من صور من حیاۃ التابعین
"آٹھ اشخاص زہد کی انتہا کو پہنچے ان سب کے پیش رو (جن میں پہلے شخص) عامر بن عبداللہ تمیمی تھے" (علقمہ ابن مرثد)

اب ہم ۱۴ ھجری کے دور میں ہیں اور یہ لوگ جو ملت کے رہنما ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عظیم تابعین کی اولاد ہیں۔ بصرہ شہر کا نقشہ تیار کر رہے ہیں۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ شہر کے نقشے اور پلاننگ (PLANNING) کا حکم دیا تھا۔

انہوں نے پختہ ارادہ کیا تھا کہ اس شہر کو بلاد فارس ایران میں جہاد کرنے والے مسلم لشکروں کے لئے چھاؤنی، اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت اور کلمۃ اللہ کو روئے زمین میں بلند کرنے کا روشن مینار بنا دیں۔

یہ دیکھئے اس نئے شہر کی طرف جزیرۃ العرب کے ہر مقام سے مسلمانوں کی جماعتیں کوچ کر رہی ہیں۔ نجد سے--- حجاز سے--- اور یمن سے۔

یہ سب لوگ اس لئے بصرہ کی طرف جا رہے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک سرحد پر مقیم ہو کر اس کا دفاع کریں۔ اس کی طرف ہجرت کرنے والوں میں علاقہ نجد سے بنی تمیم کا ایک نوجوان عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری بھی ہے۔

اس وقت عامر بن عبداللہ کی جوانی کا آغاز تھا اور وہ ملائم جلد والے صحتمند، بھرپور جوان، روشن چہرے والے، پاکیزہ نفس اور متقی تھے۔ اور بصرہ اپنی نو تعمیری کے باوجود تمام مسلم علاقوں میں سے دولت و ثروت کے لحاظ سے بڑھا

ہوا تھا۔ اس لئے کہ جنگی اموال غنیمت اس کی طرف امڈے چلے آتے تھے اور اس میں خالص سونے کی فراوانی تھی۔ مگر تمیمی نوجوان عامر بن عبداللہ کو اس مال دنیا کی کوئی حاجت نہ تھی اور اس میں اس کے لئے کوئی کشش نہ تھی۔ وہ لوگوں کے اموال سے بے نیاز تھے اور اللہ کی طرف سے اجرو ثواب اور نعمتوں کے طالب تھے۔ دنیا اور اس کی زیب وزینت سے چشم پوشی اور منہ موڑنے والے، اللہ تعالیٰ اور اس کی ر ضا جوئی کی خاطر آگے بڑھنے والے تھے۔ ان دنوں جلیل القدر صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں راحت و شادمانی عطا فرمائے) بصرہ کی اہم شخصیت تھے۔ اور وہ اس خوبصورت شہر کے گورنر تھے۔ وہ بصرہ سے ہر طرف جانے والے مسلمان لشکروں کے کمانڈر بھی تھے۔ نیز وہ ساکنان بصرہ کے امام، معلم اور اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرنے والے تھے۔

عامر بن عبداللہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح و جنگ کی حالت میں وابستہ رہے۔ نیز اقامت و سفر میں ان کے ساتھ رہے۔ بنا بریں انہوں نے ان سے اسی طرح تازگی سے کتاب اللہ کا علم حاصل کیا۔ جس طرح وہ حضرت محمد ﷺ کے دل پر نازل ہوا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح اور متصل احادیث کو ان سے روایت کیا۔ ان کے ذریعے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین متین کی سمجھ حاصل کی۔ جب انہوں نے حسب منشا علم میں کمال حاصل کر لیا تو اپنی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔

ایک حصے کو حلقات ذکر کے لئے مخصوص کر دیا جن کے ذریعے وہ بصرہ کی جامع مسجد میں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

ایک حصے کو عبادت کی تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور قیام میں صرف

کرتے تھے اور طول قیام سے ان کے پاؤں سوج جاتے تھے۔ تھک جاتے تھے۔

ایک حصہ میدان جہاد کے لئے وقف تھا۔ جس میں وہ اللہ کی راہ میں شمشیر زنی کے جوہر دکھاتے تھے۔ اپنی پوری زندگی میں انہوں نے مذکورہ بالا تین اعمال کے علاوہ کسی چیز کے لئے کوئی وقت نہیں چھوڑا تھا۔

اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے ان کی ایک خبر بیان کرتے ہوئے کہا: "میں نے ایک قافلے کے ساتھ سفر کیا جس میں جناب عامر بن عبداللہ بھی شامل تھے۔ جب رات ہوئی تو ہم نے ایک دلدلی زمین میں درختوں کے جھنڈ کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ حضرت عامر رحمہ اللہ نے اپنا سامان اکٹھا کیا اور اپنے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا اس کی رسی کو دراز کر دیا اس کے لئے اتنا گھاس پھوس جمع کیا جو اسے سیر شکم کر دے پھر اس چارے کو اس کے سامنے پھینک دیا اور درختوں کے جھنڈ میں داخل ہو کر دور تک چلے گئے اور چھپ گئے۔

میں نے اپنے جی میں کہا "اللہ کی قسم میں ضرور ان کے پیچھے جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہ اس رات جنگل میں جا کر کیا کرتے ہیں؟" وہ چلتے رہے یہاں تک کہ وہ آنکھوں سے اوجھل درختوں سے گھری ہوئی ایک اونچی جگہ تک پہنچ گئے۔ پھر قبلہ رخ ہو کر نفل پڑھتے ہوئے قیام میں گر گئے۔ میں نے زیادہ اچھی نماز پڑھنے والا اور زیادہ کامل خشوع کرنے والا ان سے پہلے کوئی نہیں دیکھا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق نوافل ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا و مناجات کرنے لگے۔

دعا میں یوں کہہ رہے تھے "اے میرے معبود! تو نے مجھے اپنے حکم سے پیدا کیا ہے اور اس دنیا کی مصیبتوں میں اپنے ارادے سے تو نے مجھے ٹھہرایا ہے۔ پھر تو نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے نفس پر کنٹرول کر۔ میں کیسے کنٹرول

کروں اے لطف و کرم اور قوت و استحکام کے مالک! اگر تو مجھے ضبط نفس اور کنٹرول کی توفیق عطا نہ کرے؟۔

اے میرے معبود! بے شک تو جانتا ہے اگر میرے پاس دنیا جہان کی پوری دولت ہو اور تیری رضامندی کے بدلے وہ مجھ سے مانگ لی جائے تو میں ضرور وہ اس کے طالب کو دے کر تیری رضا حاصل کر لوں۔

اے میرے معبود! میں تجھ سے بے حد محبت کرتا ہوں۔ مجھ پر ہر مصیبت آسان کر دے اور قضا و قدر کے ہر فیصلے پر راضی کر دے تیری محبت کی بناء پر مجھے اس بات کی پروا نہیں ہے کہ میرے صبح و شام کیسے گذرتے ہیں"۔

اس بصری آدمی نے کہا پھر مجھ پر اونگھ غالب آ گئی اور میں نے اپنی پلکوں کو گہری اور میٹھی نیند کے سپرد کر دیا۔ پھر میں سونے اور جاگنے کی مسلسل کیفیت میں رہا۔ مگر حضرت عامر اپنے مقام پر جمے ہوئے اپنی نماز و مناجات میں مصروف رہے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی۔ جب فجر ظاہر ہو گئی تو انہوں نے نماز فجر ادا کی پھر دعا کرنے لگے "اے میرے معبود! صبح ہو چکی ہے اور لوگ تیرا فضل و رزق تلاش کرتے ہوئے صبح سے شام تک سفر کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کی کوئی نہ کوئی حاجت ہو گی۔ اور عامر کی حاجت یہی ہے کہ تو اسے بخش دے"۔

اے میرے معبود! اے سب سے زیادہ عزو شرف کے مالک! میری اور ان کی حاجتیں پوری فرما۔

اے میرے اللہ! میں نے تجھ سے تین چیزیں طلب کی ہیں۔ جن میں سے دو تو نے مجھے عطا کر دی ہیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا ہے۔

اے میرے اللہ وہ بھی مجھے عطا فرما دے تاکہ میں تیری اس طرح عبادت

کروں جس طرح میں پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں"۔

پھر وہ اپنی نشست سے اٹھے تو مجھ پر ان کی نظر پڑ گئی۔ انہیں اس رات میرے ان کے پاس بیٹھنے کا علم ہو گیا تو بے حد غمگین ہوئے اور غم و حزن کی حالت میں فرمایا "اے بصری بھائی! میرا خیال ہے کہ آپ پوری رات میری نگرانی کرتے رہے ہیں" میں نے کہا "جی ہاں" انہوں نے فرمایا: "میری جو حالت آپ نے دیکھی ہے اس کی پردہ داری کریں اللہ آپ کی پردہ داری کرے"۔

میں نے کہا "خدا کی قسم آپ مجھے وہ تینوں چیزیں ضرور بتائیں جو آپ نے اپنے رب سے مانگی ہیں ورنہ جو آج میں نے آپ کی حالت دیکھی ہے وہ ضرور لوگوں کو بتا دوں گا"۔ انہوں نے کہا: افسوس آپ ایسا مت کیجئے۔ میں نے کہا: "جیسے میں کہتا ہوں اسی طرح ہو گا" پھر جب انہوں نے میرا اصرار دیکھا تو فرمایا "میں آپ کو وہ چیز اس طرح بتاؤں گا کہ آپ مجھ سے اللہ تعالیٰ کا پختہ عہد و میثاق کریں کہ آپ وہ چیز کسی کو نہیں بتائیں گے"۔ میں نے کہا: "میں آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق دیتا ہوں کہ میں زندگی بھر آپ کا راز فاش نہیں کروں گا"۔ انہوں نے فرمایا: "دین کے بارے میں عورتوں سے زیادہ قابل اندیشہ چیز میرے نزدیک کوئی نہیں لہذا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میرے دل سے ان کی محبت نکال دے تو اس نے میری دعا قبول فرمائی۔ اب مجھے پرواہ نہیں رہی کہ میں نے کسی عورت کو دیکھا ہے یا کسی دیوار کو۔ یعنی میرے لئے عورت اور دیوار دونوں برابر ہیں۔ میں نے کہا: "یہ تو ایک ہوئی۔ دوسری کیا ہے؟"

انہوں نے کہا: "دوسری یہ کہ میں اس کے سوا کسی سے خوف نہ کھاؤں۔ سو اس نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی اللہ کی قسم اب میں زمین و آسمان میں اس

کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا"۔

میں نے کہا: "تیسری کیا ہے؟" انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ وہ مجھ سے نیند کو رفع کر دے تاکہ میں دن رات اپنے حسب منشا اس کی عبادت کر سکوں۔ اس نے میری یہ تیسری خواہش پوری نہیں کی"۔

جب میں نے اس کی یہ بات سنی تو ان سے کہا: "اپنے نفس پر نرمی کیجئے، آپ اپنی رات تو قیام میں پوری کرتے ہیں اور دن کو روزے کی حالت میں گذارتے ہیں حالانکہ جنت آپ کے ان اعمال سے تھوڑے عمل سے بھی حاصل ہو سکتی ہے اور آپ جتنی مشقت اور مصیبت اٹھاتے ہیں اس سے تھوڑی مشقت کے ساتھ بھی نار جہنم سے بچا جا سکتا ہے" اس پر انہوں نے فرمایا: "میں ڈرتا ہوں کہ میں شرمسار ہو جاؤں جہاں شرم و ندامت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ اللہ کی قسم میں عبادت میں حتی الامکان محنت کرتا رہوں گا۔ اگر میں نجات پا گیا تو یہ اللہ کی رحمت ہو گی اور اگر میں آگ میں داخل ہوا تو یہ میری اپنی کوتاہی ہو گی"۔

عامر بن عبداللہ رات کے راہبوں میں سے محض ایک رات کے راہب ہی نہ تھے بلکہ وہ دن کے شہسواروں میں سے ایک شہسوار بھی تھے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جب بھی کسی نے اعلان کیا تو وہ اس آواز پر لبیک کہنے والوں میں سب سے اگلے حصہ میں ہوتے تھے۔ اور جب کسی غزوہ کے لئے مجاہدین کے ساتھ نکلتے تو ان کا اچھی طرح سے تعارف حاصل کرتے پھر جب کسی ساتھیوں کی جماعت کو حسب حال پاتے ان سے کہتے:

"اے میرے ساتھیو! میں آپ کا ساتھ اس عہد پر دینا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے تین خصلتیں دلی طور پر عطا کر دیں" وہ کہتے: "وہ کیا ہیں؟" تو فرماتے: "ان میں

سے پہلی تو یہ ہے کہ میں آپ کا خادم رہوں گا۔ خدمت کے سلسلہ میں کوئی شخص کبھی مجھ سے جھگڑا اور کشمکش نہ کرے۔ دوسری یہ کہ میں ہی موذن رہوں گا۔ کوئی شخص نماز کی اذان کے بارے میں مجھ سے جھگڑا نہ کرے۔ تیسری یہ کہ میں اپنی طاقت کے مطابق آپ پر خرچ کرتا رہوں گا"۔

پھر اگر وہ کہہ دیتے "جی ہاں ہمیں تینوں باتیں قبول ہیں"۔ تو ان میں شامل ہو جاتے اور جب ان میں سے کوئی شخص کسی امر میں کشمکش کرتا تو ان سے نکل کر دوسرے لوگوں کی طرف کوچ کر جاتے۔

حضرت عامر رحمہ اللہ ان مجاہدین میں سے تھے جو گھبراہٹ اور خوف کے وقت زیادہ بہادری سے کام لیتے ہیں اور اموال غنیمت کی تقسیم کے وقت حرص و طمع کا مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ بہت کم حصے پر قناعت کرتے ہیں اور وہ جنگ میں اس طرح گھس جاتے تھے کہ جس کیفیت کا ان کے سوا کوئی دوسرا شخص مظاہرہ نہیں کرتا تھا۔ مگر مال غنیمت سے اس طرح کنارہ کش رہتے تھے جس طرح ان کے سوا کوئی دوسرا شخص دست بردار نہیں ہوتا تھا۔

دیکھئے یہ حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی ہیں جنہیں دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری سنا دی گئی تھی اور جو جنگ قادسیہ میں مسلمان لشکر کے کمانڈر ہیں۔ قادسیہ کی فتح کے بعد کسریٰ شاہ ایران کے محل میں داخل ہوتے ہیں اور عمرو بن مقرن کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اموال غنیمت کو جمع کر کے شمار کرے تاکہ ان کا پانچواں حصہ وہ مرکزی بیت المال کے لئے بھیج دے اور باقی مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کر دے۔ لہذا اس نے تمام قیمتی اور ایسے نفیس اموال غنیمت کمانڈر کے سامنے جمع کر دیئے جن کی خوبی اور شمار کو بیان میں

جواہرات سے جڑے ہوئے کسریٰ کے کپڑے، ہار اور زرہیں تہہ بہ تہہ رکھی ہوئی ہیں اور یہ خوبصورت اور نفیس زیورات سے بھرے ہوئے سنگار بکس پڑے ہوئے ہیں۔ ادھر پرتلے (نیام) پڑے ہیں جن میں یکے بعد دیگرے شاہان ایران کی تلواریں بند ہیں۔ ان میں ایسے بادشاہوں اور سپہ سالاروں کی تلواریں بھی بند تھیں جنہوں نے ایرانیوں کے لئے تاریخی ماحول کو مطیع و مسخر کر دیا تھا۔

عمال اور کارکن تمام مسلمانوں کے سامنے اموال غنیمت کو گن رہے تھے اسی دوران جڑے ہوئے بالوں والا غبار آلود ایک شخص لوگوں کے سامنے آیا۔ اس کے پاس ایک بڑے حجم والا وزنی عطر و خوشبو کا ڈبہ تھا جسے وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھائے ہوئے تھا۔ لوگوں نے اسے غور سے دیکھا تو وہ ایسا بکس تھا کہ ان کی آنکھوں نے ایسا ڈبہ کبھی نہیں دیکھا تھا اور جو مال انہوں نے جمع کیا تھا اس میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو اس کا مقابلہ کر سکتی۔

انہوں نے اس کے اندر دیکھا تو وہ اعلیٰ درجے کے نفیس موتیوں اور جواہر سے بھرا ہوا تھا۔ لوگوں نے اس آدمی سے کہا: "تو نے یہ قیمتی خزانہ کہاں سے پایا؟" اس نے کہا: "میں نے اسے فلاں معرکے اور فلاں مقام سے بطور مال غنیمت حاصل کیا ہے" لوگوں نے کہا: "کیا تو نے اس میں سے کچھ لیا بھی ہے؟" تو اس نے کہا: "اللہ تمہیں ہدایت کرے!"۔ "اللہ کی قسم یہ بکس اور وہ تمام دولت و ثروت جس کے شاہان ایران مالک تھے میرے نزدیک ایک ناخن کی کترن کی بھی حیثیت نہیں رکھتے اور اگر اس میں مسلمانوں کے بیت المال کا حق نہ ہوتا تو میں نہ اسے زمین سے اٹھاتا اور نہ تمہارے پاس اسے لے کر آتا"۔ لوگوں نے کہا: "آپ کون ہیں اللہ آپ کو عزت دے!"۔ اس نے کہا: "نہیں اللہ کی قسم میں

تمہیں نہیں بتاؤں گا کہ تم میری تعریف کرنے لگو اور تمہارے علاوہ کسی دوسرے کو بھی نہیں بتاؤں گا کہ وہ میری ثنا و مدح کریں۔ میں تو اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے ثواب کی امید رکھتا ہوں"۔ یہ کہا اور انہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ لوگوں نے ایک آدمی کو اس کے پیچھے بھیج دیا تاکہ وہ ان کے پاس اس کی کوئی خبر لائے وہ کون ہے کیا اس کی کیفیت ہے۔ وہ شخص اس کے پیچھے چلتا رہا۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ کوئی شخص اس کے پیچھے بھی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ساتھیوں تک پہنچ گیا۔ جب پیچھے جانے والے نے اس کے ساتھیوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا: "کیا تو اسے نہیں پہچانا۔ یہ بصرہ کا زاہد عامر بن عبداللہ تمیمی ہے"۔ اس زاہدانہ کیفیت کے باوجود عامر بن عبداللہ کی زندگی مصیبتوں اور لوگوں کی ایذارسانی سے محفوظ نہ رہی۔

انہیں بھی ان تمام مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن سے حق بات کہنے والوں، برائی کا انکار کرنے والوں اور اس کا ازالہ کرنے والوں کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان کے لئے تکلیفیں اٹھانے کا سب سے بڑا اور واضح سبب یہ ہوا کہ انہوں نے بصرہ کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ایک ساتھی کو دیکھا جس نے ایک ذمی آدمی کو گردن سے پکڑا ہوا تھا اور اسے بری طرح گھسیٹ رہا تھا اور ذمی لوگوں سے فریاد کرتے ہوئے کہہ رہا تھا: "مجھے بچالو اللہ تعالیٰ تمہیں بچائے! اے مسلمانوں کے گروہ! اپنے نبی کے ذمہ کو بچالو"۔ عامر بن عبداللہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: "کیا تو نے اپنا جزیہ ادا کر دیا ہے؟" اس نے کہا: "جی ہاں میں نے وہ ادا کر دیا ہے"۔ پھر وہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے جس نے اس ذمی کو گردن سے پکڑا ہوا تھا اور کہا: "تو اس سے کیا چاہتا ہے؟"۔ اس نے جواب دیا: میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ

چل کر ایس پی صاحب کے باغیچے کی صفائی کرے۔" عامر نے ذمی سے کہا: "کیا اس کام کو تیرا دل چاہتا ہے؟" اس نے کہا: "ہرگز نہیں"۔ یہ کام میری قوت کو کمزور کردے گا اور مجھے اپنے اہل و عیال کی روزی کمانے سے محروم کردے گا"۔ پھر عامر نے اس ظالم شخص کی طرف رخ کیا اور کہا: "چھوڑ دے اسے" اس نے کہا: "میں اسے نہیں چھوڑوں گا"۔ یہ سننا تھا کہ عامر نے اس ذمی پر اپنی چادر ڈال دی اور کہا: "اللہ کی قسم میری زندگی میں محمد ﷺ کے ذمہ اور عہد کو توڑا نہیں جاسکتا"۔ پھر لوگ جمع ہوگئے اور اس ذمی آدمی کو چھڑانے کے لئے انہوں نے عامر کی پرزور مدد کی۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس کے مددگار اعوان و انصار نے حضرت عامر رحمہ اللہ پر امیر کی اطاعت کو ترک کرنے کی تہمت لگادی۔ نیز سنت رسول ﷺ اور اجماع امت کے خلاف خروج و بغاوت کا الزام عاید کردیا۔ اور انہوں نے کہا: "وہ عورتوں سے نکاح نہیں کرتا جو سنت رسول ﷺ ہے۔ حیوانات کا گوشت اور دودھ استعمال نہیں کرتا۔

حکمرانوں کی مجالس میں حاضر ہونے والوں پر اپنی برتری ظاہر کرتا ہے یعنی انہیں حقیر جانتا ہے۔

ان دفعات کے ساتھ وہ ان کا مقدمہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ خلیفہ نے اپنے بصرہ کے گورنر کو حکم دیا کہ وہ عامر بن عبداللہ کو اپنی مجلس میں بلائے اور اس کی طرف منسوب معاملات اس سے دریافت کرے اور انہیں یعنی خلیفۃ المومنین کو رپورٹ کرے۔

چنانچہ بصرہ کے گورنر نے عامر کو بلا بھیجا اور کہا: بیشک امیر المومنین نے

اللہ تعالیٰ انہیں طویل بقا عطا فرمائے! مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی طرف منسوب معاملات کے بارے میں دریافت کروں۔ عامر نے کہا: "پوچھئے جس بات کا امیرالمومنین نے حکم دیا ہے"۔ اس نے کہا: "کیا بات ہے آپ سنت رسول اللہ ﷺ سے بے نیاز ہیں اور نکاح سے انکار کرتے ہیں؟" عامر نے جواب دیا: "میں نے نکاح کو سنت رسول ﷺ سے بے نیازی کی بناء پر ترک نہیں کیا۔

اس لئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اسلام میں رھبانیت (ترک نکاح) نہیں ہے۔ فی الحقیقت میں نے خیال کیا کہ میرا ایک ہی نفس ہے جسے میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر رکھا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ بیوی کی محبت اس پر غالب نہ آجائے"۔ گورنر نے کہا: "کیا بات ہے آپ گوشت نہیں کھاتے؟"۔ عامر نے جواب دیا: "مجھے جب خواہش ہوتی ہے اور اسے پالیتا ہوں تو کھالیتا ہوں۔ مگر جب خواہش نہ ہو اور مجھے وہ (گوشت) حاصل بھی نہ ہو تو نہیں کھاتا"۔ والیٔ بصرہ نے کہا: "کیا بات ہے آپ پنیر نہیں کھاتے؟" تو انہوں نے کہا: "ہم مجوسیوں اور آتش پرستوں کے علاقے میں رہتے ہیں اور وہی پنیر تیار کرتے ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں جو مردار اور ذبیحہ میں فرق نہیں کرتے اور میں اندیشہ کرتا ہوں کہ جس مادہ سے پنیر تیار کیا گیا ہے کہیں غیر مذبوحہ مردار بکری کے پیٹ سے حاصل نہ کیا گیا ہو۔ جب دو مسلمان گواہی دے دیں کہ وہ مذبوحہ اور پاکیزہ بکری کے مادہ سے تیار کیا گیا ہے تو اسے میں کھالیتا ہوں"۔ پھر گورنر نے کہا: "آپ کو حکمرانوں کے پاس اور ان کی مجالس میں آنے سے کس چیز نے روکا ہے؟"۔ تو عامر نے جواب دیا: "آپ کے دروازوں پر بے شمار ضرورتمند ہوتے ہیں۔ سو انہیں اپنے پاس بلائیں اور ان کی ضرورتیں پوری کریں۔ اور جس شخص کو کوئی ضرورت ہی لاحق

نہیں ہے اسے چھوڑیں اور اس کے حال پر رہنے دیں"۔ اس گفتگو اور سوال و جواب کی پوری رپورٹ امیرالمومنین کی خدمت میں بھیج دی گئی تو انہوں نے اس میں نہ تو ترک اطاعت اور نافرمانی کو پایا نہ ہی سنت و جماعت کے خلاف خروج و سرکشی محسوس کی۔ اس کے باوجود انہوں نے دیکھا کہ عامر کے خلاف شرارت کی بھڑکائی ہوئی آگ نہیں بجھے گی۔

اور عامر بن عبداللہ کے خلاف کثرت سے چہ میگوئیاں اور قیل و قال ہونے لگی ہے۔ نیز اس کا امکان تھا کہ عامر کے حامیوں اور دشمنوں کے درمیان کوئی فتنہ برپا ہو جائے گا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں علاقہ شام میں بھیجنے کا حکم دے دیا نیز یہ کہ وہ اس کو اپنا مستقل مقام رہائش بنالیں۔ امیرالمومنین نے شام کے گورنر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ ان کا شاندار استقبال کریں اور ان کی عزت و احترام کا خیال رکھیں۔ جس دن عامر بن عبداللہ نے بصرہ سے کوچ کا ارادہ کیا تو انہیں رخصت کرنے کے لئے ان کے بے شمار ہم مشرب بھائی اور شاگرد ان کے ساتھ نکلے اور انہیں رخصت کرتے ہوئے ان کے ساتھ بصرہ کے آخری محلے مربد تک چلے گئے۔ وہاں انہوں نے ان سے فرمایا: "میں ایک دعا کرتا ہوں تو تم سب اس پر آمین کہو"۔ لوگوں کی گردنیں بلند ہو گئیں۔ ان کی حرکت رک گئی اور ان کی آنکھیں حضرت عامر پر جم گئیں۔ پھر انہوں نے ہاتھ اٹھائے اور یوں گویا ہوئے: "اے میرے اللہ! جس شخص نے میرے خلاف چغلی کھائی اور جھوٹے الزام عائد کئے ہیں اور جو میرے شہر سے میرے اخراج، میرے اور میرے ساتھیوں کے درمیان جدائی کا باعث ہوا ہے۔ میں نے اس سے درگذر کی ہے۔ تو بھی اس سے درگذر فرما اور اسے دین و دنیا میں

عافیت عطا فرما۔ مجھے اس الزام دینے والے شخص اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت، عفو اور احسان کے ساتھ ڈھانپ لے" پھر اپنی سواری کا بلاد شام کی طرف رخ کیا اور اپنی راہ پر چل پڑے۔

عامر بن عبداللہ نے اپنی باقی زندگی ملک شام میں بسر کی۔ اور بیت المقدس کو اپنی رہائش گاہ بنائے رکھا اور امیر شام حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے احسان اور تعظیم و تکریم سے اس قدر حصہ پایا جس کے وہ لائق تھے۔ پھر جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ان کے اصحاب ان کے پاس آئے۔ انہوں نے انہیں روتے ہوئے پایا۔ تو کہا: "آپ کو کیا چیز رلاتی ہے۔ حالانکہ آپ اس قدر صاحب صلاح و تقویٰ تھے؟" انہوں نے فرمایا: "اللہ کی قسم میں دنیا کی حرص یا موت سے گھبراہٹ کی بناء پر نہیں روتا۔ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ سفر طویل ہے اور زاد راہ قلیل ہے اور بلاشبہ میں چڑھنے اترنے کی کیفیت میں ہوں یا تو جنت کی طرف چڑھائی ہوگی یا جہنم میں اترنا ہوگا۔ معاذ اللہ عنھا۔

میں نہیں جانتا ان میں سے کس کی طرف میں جا رہا ہوں۔ پھر لمبے سانس لئے اور ان کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر تھی۔ اسی حالت میں داعی اجل کو لبیک کہا اور وہیں پہلے قبلۃ المسلمین، تیسرے حرم مکرم اور رسول اللہ ﷺ کے مقام اسراء میں ہمیشہ کے لئے مقیم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ عامر بن عبداللہ کو قبر کی روشن کرے اور ہمیشگی کے باغات میں اس کے چہرے کو تازگی اور شادابی عطا فرمائے۔

حضرت عامر بن عبداللہ رحمہ اللہ کی زندگی کے مزید حالات معلوم کرنے کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کیجئے:۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۷/۱۰۳-۱۱۲ نیز آخری جلد کی فہرست دیکھئے۔

۲۔ حلیۃ الاولیاء للاصبہانی: ۸۷-۹۵۔

۳۔ صفوۃ الصفوہ لابن الجوزی (طبعۃ حلب) ۳/۲۰۱-۲۱۱

۴۔ تاریخ الطبری لمحمد بن جریر الطبری: ۴/۱۹-۸۵

۵۔ البیان والتبیین للجاحظ ۱/۸۳- ۲۳۱- ۲۳۷- ۳۵۹- ۳۶۲-۲/۱۹۶-
۳/۱۴۳-۱۵۸-۱۶۰-۱۶۹-۱۷۰

۶۔ العقد الفرید لابن عبد ربہ (تحقیق العریان) ۳/۸۶-۱۰۵۔

۷۔ المعارف لابن قتیبہ: ۴۳۸

۸۔ تہذیب التہذیب لابن حجر۔ ۵/۷۷

۹۔ رغبۃ الآمل فی شرح الکامل للمرصفی۔ ۲/۳۷

۱۰۔ کرامات الاولیاء۔ ۲/۵۱